

يَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ

جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے

مسند

خلافت و امارت

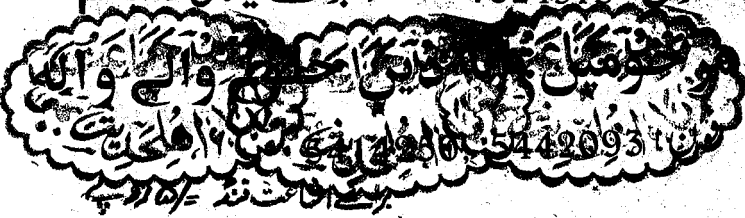
جماعت غُرَباءِ اہل الحدیث

سے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ

ناشر

جماعت غُرَباءِ اہل الحدیث (ہند) دہلی

فون: 7524913 - مسد برائے ایصال ثواب: 7524913



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مولانا صاحب فرماتے ہیں۔ ”وہ سنت نبوی جس کی بنیاد پر جماعتِ غر بار اہل حدیث کا قیام عمل میں آیا وہ مسئلہ امارت ہے اس کے مطابق مسلمانوں کو خواہ وہ تعداد میں تین ہی کیوں نہ ہوں شرعی زندگی اختیار کرنا چاہیے ہمارے کرم فرمانے خاندانی اور موروثی امارت کا بھی سوال اٹھایا ہے۔ قبل اس کے خاندانی اور وراثتی امارت پر گفتگو کی جائے۔ میں اختصار کے ساتھ مسئلہ امارت پر قلم اٹھا رہا ہوں۔“

خلافت

خلافت عربی زبان کا لفظ ہے۔ یہ مصدر ہے اور اس کا مادہ بخ۔ل۔ف۔

یعنی خلیفہ ہے اسی سے لفظ خلیفہ اور خلافت بنے ہیں۔

اگر ایک شخص کسی دوسرے شخص کی عدم موجودگی میں اس کے بعد اس کا نائب و قائم مقام بنا۔ تو وہ خلیفہ یعنی بعد کو آنے والا اور قائم مقام ٹھہرا۔ اس کا نیابت کے فرائض انجام دینا خلافت قرار پایا۔ خواہ یہ خلافت سابق کی موت سے وقوع میں آئی ہو یا اس کی غیر حاضری کی وجہ سے یا از خود اپنا اختیار و منصب سپرد کرنے کی وجہ ہو۔

خلیفہ کا لفظ قرآن مجید میں بھی بہت سے مقامات پر آیا ہے سورۃ البقرہ میں وارد ہے۔ **وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الدُّنْیَا خَلِیْفَۃً**۔ اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین پر ایک (نائب، نائب و خلیفہ بنانے والا ہوں۔

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلْکُمْ خَلَائِفَ فِی الدُّنْیَا

(اور اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہیں زمین پر خلافت بخشی)

یہ زمین کی خلافت تیکے بعد دیگرے مختلف قوموں کے سپرد ہوتی رہی جس کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح آیا ہے:

فَتُخْرِجُنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ

تَعْمَلُونَ ہ پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں خلافتِ ارضی سے نوازا تاکہ

ہم دیکھیں کہ تم زمین پر کیسے عمل کرتے ہو۔ (سورۃ یونس پارہ ۱۱)

آیہ مذکورہ بالا سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جو خلافت و نیابت اللہ تعالیٰ قائم

کرنا چاہیں وہ خاص قسم کی ہے۔ اگرچہ خلیفہ و خلافت کا لغوی معنی نائب و

نائبت ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا و منشاء کے مطابق ہو۔ ارشادِ ربانی ہے۔

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا
بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ لَئِنْ عَاقَبْتُمْ الْأُمُورَ

زپ، اسورۃ الحج

ترجمہ :- وہ لوگ اگر ہم ان کو زمینوں میں حکومت دیں۔ تو وہ نماز کو قائم کریں گے

زکوٰۃ ادا کریں گے۔ نیکی کا حکم دیں گے اور دنیا کو برائی سے روکیں گے۔ اور تمام کاموں

کا انجام اللہ ہی کے لیے ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں حکومت کا مقصد عبادتِ

الہی کا قیام۔ بنی نوع انسان کو نیکی کی دعوت اور بُرائی سے روکنا ہے۔ دوسرے

مقام پر ایسی حکومت کو خلافت سے تعبیر کیا گیا۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ

فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

ترجمہ :- وہ لوگ جو تم میں سے ایمان لائے اور عمل صالح کیے، اللہ نے ان سے

وعدہ کیا ہے کہ وہ انھیں خلافت ارضی سے نوازے گا جس طرح اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلافت دی تھی (سورہ النور پ)

چنانچہ اس زمین پر سب سے پہلے خلیفۃ اللہ حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ واضح رہے کہ اس زمین پر جس قدر بھی خلیفۃ اللہ آئے وہ سب کے سب نیابت الہی کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔ اس لیے نیابت و خلافت کے اصول و ضوابط بھی خالق ارض و سماء نے خود ہی مرتب و نازل فرمائے اور یہ سلسلہ نزول آدم علیہ السلام کے ساتھ ہی شروع ہو گیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے
فَاِمَّا يَنْتَكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعْ هُدًى فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (پا سورتہ البقرہ)

ترجمہ :- پس تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے گی۔ جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے پس نہ انہیں کسی قسم کا ڈر ہوگا اور نہ ہی وہ رنج و ملال سے ہم کنار ہوں گے۔

اس آسمانی ہدایت کا سلسلہ آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک جاری رہا اور قرآن مجید کی شکل میں ہمارے پاس آخری اور مکمل ضابطہ حیات اب موجود ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے نبوت کو اختتام تک پہنچا دیا اس لیے اس آخری ضابطہ آسمانی کی حفاظت بھی اپنے ذمے لے لی تاکہ سابقہ کتب سماوی کی طرح کہیں یہ بھی زمانے کی تحریف و تبدیلی کا شکار نہ ہو جائے۔ چنانچہ اس کا مضابطہ اعلان بھی فرمادیا گیا۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ اور ہم نے ذکر (قرآن) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

وہ صاحب ایمان لوگ جنہیں رب تعالیٰ نے خلافت دینے کا وعدہ فرمایا ہے انہیں اس کائناتِ رنگ و بو میں زندگی گزارنے کا سلیقہ بھی خود ہی سکھایا کہ وہ اجتماعی زندگی اختیار کرتے ہوئے آسمانی ہدایت پر عمل کریں اسلام دینِ فطرت ہے وہ اتفاق و اتحاد کا علمبردار ہے وہ مختلف اقوام و ملل اور شعوب و قبائل کو ایک ہی بڑی میں پرو کر وحدتِ ملی میں سموریتا ہے جس میں رنگ، نسل، علاقے اور شعوب و قبائل کے امتیازات مٹ جاتے ہیں۔ اور شعوب و قبائل کا ذکر شناخت کے لیے تو ہے مگر کسی تفاخر و برتری کے اظہار کے لیے نہیں۔ قرآن عزیز میں ارشادِ ربانی ہے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا دِیْنُ آلِ عِمْرَانَ

اور تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقے فرقے نہ ہو شارع علیہ السلام نے اس ارشادِ ربانی کی مزید وضاحت اپنے

ارشادات میں اس طرح فرمائی ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّ الشَّيْطَانَ ذُئِبُ الْإِنْسَانِ كَذُئِبِ الْبَعِثِ يَأْخُذُ الشَّادَةَ وَالْعَاصِيَةَ
وَالنَّاحِيَةَ وَيَاكُمُ وَالشَّعَابَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ (مشکوٰۃ باب الاعتصام
بالكتاب والسنة)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق شیطان انسان کا بھڑیا ہے۔ وہ بھیڑیا اس بکری کو پکڑ لیتا ہے جو کہ ریوڑ سے بھاگنے والی ہو اور ریوڑ کے کنارے چلنے والی بکری کو بھی پکڑ لیتا ہے۔ اور تم گمراہیوں کی گھاٹیوں سے بچو۔ اور تم پر جماعت کے ساتھ رہنا لازم ہے۔

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ وَكَدَّ اللَّهُ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ (مشکوٰۃ، ترمذی)

باب الاعتصام، بالكتاب والسنة

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ کی مدد جماعت کے ساتھ ہے اور جو جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔ مذکورہ احادیث سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے مسلمانوں کیلئے التزام جماعت واجب ہے اور پھر اس جماعت کے ساتھ تعلق کو استوار رکھ جائے۔ جماعت سے قطع تعلق کسی طور بھی روا نہیں ہے بلکہ جماعت سے دوری باعث دخول نار ہے۔

لِإِسْلَامٍ إِلَّا بِجَمَاعَةٍ وَلَا جَمَاعَةٍ إِلَّا بِإِمَارَةٍ وَلَا إِمَارَةٌ إِلَّا بِطَاعَةٍ (ترجمہ:- اسلام جماعت کے بغیر ممکن نہیں اور امیر کے بغیر جماعت کا قیام ممکن نہیں اور امارت بھی اطاعت کے بغیر قائم نہیں ہو سکتی اسی طرح اسلام نے امیر مامور

اور جماعتی نظم و نسق کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ اس کے بغیر کوئی عالم و عطا نصیحت کر سکتا ہے اور نہ عیش و آرام کی موجودہ شہری زندگی بسر کر سکتا ہے۔

ارشاد رسول مقبولؐ ہے۔

عَنْ عُرْفَةَ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْصُرُ إِلَّا مِيرَاوُ مَا مَرُّهُ أَوْ مَحَالٌ۔

ترجمہ:- حضرت عرف بن مالک اشجعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ عطا نصیحت امیر کر سکتا ہے یا مامور ان دونوں کے علاوہ جو بھی عطا و تقریر کرے گا وہ بکھر کرنے والا یعنی اپنے علم پر اترنے والا ہوگا۔ اسلام ہر معاملے میں ربط و تنظیم اور تسلسل کا خواہش مند ہے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ عَنِ الْخَيْرِ وَكَانَتْ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكُنِي قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٌّ فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ۔

قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةُ عَلَى الْبُوابِ جَهَنَّمَ مِنْ أَجَابِهِمْ إِلَيْهَا قَدْ فُتِحُوا فِيهَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي أَنْ أَدْرِكُنِي ذَاكَ قَالَ تَلَزِمُوا جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ بِكَ الْفِرْقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنَّ لَعْصَ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يَدْرُسَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ۔

ترجمہ :- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگ خیر کے بارے میں پوچھ رہے تھے اور میں شر کے بارے میں پوچھ رہا تھا اس ڈر سے کہ یہ شر مجھ تک نہ پہنچ جائے۔ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت کے دور اور شر کے دور میں تھے۔ پس اللہ ہمارے لیے یہ خیر کا زمانہ لے آیا۔ کیا اس خیر کے دور کے بعد بھی شر کا زمانہ آئے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اس خیر کے دور کے بعد پھر شر کا دور ہو گا۔ آپ نے فرمایا، ”ہاں، جہنم کے دواڑے پر لوگوں کو بلانے والے ہوں گے جو ان کی دعوت قبول کرے گا وہ اسے جہنم میں گرا دیں گے۔“

حضرت حذیفہؓ نے عرض کیا۔ اگر وہ زمانہ مجھے پالے۔ تو آپ مجھے کیا حکم دیتے آپ نے فرمایا ”مسلمانوں کی جماعت اور امام کو لازم پکڑنا“ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ اگر مسلمانوں کی جماعت اور امام نہ ہو تو؟ آپ نے فرمایا، ”ان تمام فرقوں سے الگ ہو جانا اگرچہ تجھے دخت کی بیڑیں ہی چبانی پڑیں اور اسی حالت میں تو رہے یہاں تک کہ تجھے موت آجائے۔“

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے کہ ہر حال میں جماعت کا التزام اور امیر و مامور کی زندگی کو اپنایا جائے چوں کہ اسلام جس خلافت کے برپا کرنے کا داعی ہے وہ ایک خاص قسم کی خلافت جو آسمانی ہدایت کے تابع ہوتی ہے۔ اس لیے جہاں اسلام نے امامت و جماعت کے قیام پر زور دیا ہے وہاں منصب امام پر فائز ہستی کے حقوق و فرائض — کا بھی تعین فرما دیا ہے۔

اطاعتِ امیر

جو شخصیت خلافت کے منصب پر تعین ہوگی۔ چوں کہ وہ نیابتِ الہی کا فرضیہ انجام دے رہی ہے اس لیے اس کی اطاعت و فرماں برداری کو لازم قرار دیا اور یہ اطاعت عین اللہ اور اس کے رسول ہی کی اطاعت ہے۔ ملاحظہ ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَا اللَّهَ وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ عَصَا أَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي؟

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ (بخاری شریف پارہ ۲۹)

عن انس رضي الله تعالى عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِسْمَعُوا وَاطِيعُوا وَإِنْ سَمِعْتُمْ عَلَيْكُمْ عَبْدًا حَبَشِيًّا كَانَ رَأْسَهُ زَبِيئَةً -

ترجمہ : حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم پر حبشی غلام امیر مقرر کیا جائے جس کا سر انگوڑی طرح چھوٹا ہو اسی کی بات کو سنو اور اسی کی اطاعت کرو۔ (بخاری شریف پارہ ۲۹)

عن ام الحصین قالت قال رسول الله إن امرء علیکم عبد مجذع یقودکم بکتاب الله فاسمعوا له وأطیعوا۔

حضرت ام الحصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا۔
اگر تم پر ناک کٹا اور کان کٹا غلام امیر مقرر کیا جائے اور وہ تمہاری قرآن مجید کے مطابق رہ نہائی کرے۔ پس اس کی بات کو سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

(مسلم شریف کتاب الامارات)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَكُمْ يَوْمَ رَبِّبَعْصِيَّةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِبَعْصِيَّةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ۔

ترجمہ :- حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ”ہر مسلمان پر امیر کی بات کو سننا اور اس کی اطاعت کرنا لازم ہے۔ خواہ اسے وہ حکم اچھا لگے یا نہ لگے۔ جب تک کہ گناہ کا حکم نہ ہو۔ پس جب گناہ کا حکم دیا جائے تو اس کا حکم نہ سنا جائے گا نہ مانا جائے گا۔

(بخاری و مسلم)

حدیث مذکورہ بالا سے اس بات کی صراحت بھی ہو گئی کہ اطاعت امیر بھی اللہ اور اس کے رسول سے مشروط ہو گئی۔ امیر انسان ہے خطا سے پاک نہیں ہے اس لیے ہو سکتا ہے وہ غلطی سے ایسا حکم دے بیٹھے جس سے خدا اور رسول کی نافرمانی کا پہلو نکلتا ہے تو اس صورت میں امیر کا

وہ حکم نہ مانا جائے گا۔ کیوں کہ ایسا حکم جس سے اللہ کی نافرمانی ہوتی ہے۔ وہ واجب التعمیل نہیں البتہ امام و جماعت سے علاحدگی کی اجازت نہیں ہوگی۔

جماعت سے نکلنا

اسلام اس کائنات میں ایسی اجتماعیت برپا کرنا چاہتا ہے جو کہ اللہ اور اس کے رسول کے فرامین کے مطابق ہو جس میں امن و سلامتی کا دور دورہ ہو جس میں ربط و تنظیم ہو۔ جس میں تمام افراد ایک جسد واحد کی طرح ہوں۔ کہ اگر ایک شخص کو کاٹنا چھتے تو اس کی کسک تمام افراد محسوس کریں۔ اس اجتماع کے افراد اپنے لیے نہیں بلکہ دوسروں کے لیے جینے کی تمنا رکھتے ہوں۔ اس اجتماع کے ربط و تعلق کا منظر امیر جماعت ہے اس لیے اس کی اطاعت کو لازم اور اجتماع و جماعت کے ساتھ تعلق ضروری قرار دیا ہے اور اس سے علاحدگی کو ناقابل برداشت ٹھہرایا۔ ملاحظہ ہو۔

عن ابی ہریرہ قال سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَخْرُجٌ مِنْ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ جو شخص امیر کی اطاعت سے نکل گیا اور جماعت سے الگ ہو گیا۔ اگر وہ اسی حالت میں فوت ہو گیا تو جہالت کی موت مرا۔

(مسلم شریف کتاب الامارہ)

عن عبد الله بن عمرو قال قال سمعت رسول الله يقول من
 خلع يدا من طاعته لقي الله تعالى يوم القيامة ولا حجة له و
 من مات وليس في عنقه بيعة مات ميتة جاهلية

ترجمہ:- حضرت عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 سلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص امام کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لے وہ قیامت
 کے دن اس حالت میں اللہ سے ملے گا کہ اس کے لیے کوئی دلیل نہیں ہوگی اور
 کوئی شخص اس حال میں فوت ہوا کہ اس کی گردن میں امام کی بیعت کا طوق نہ
 ہو تو وہ شخص جاہلیت کی موت مرا۔ (مسلم شریف کتاب الامارۃ)

عن ابن عباس قال قال رسول الله من راي من امير شيئا يكره
 فليصبر فانه ليس احد يفارق الجماعة شبرا الا مات ميتة
 جاهلية - ترجمہ:- حضرت عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے امیر میں ایسی چیز دیکھے جو اسے
 ناپسند ہو اسے چاہیے کہ وہ صبر کرے۔ جو شخص جماعت سے بالشت بھر
 الگ ہوا۔ پس مرتا ہے، مگر مرنا جاہلیت کا۔ (متفق علیہ)

مذکورہ بالا تیسری حدیث سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ کوئی شخص اگر
 کسی وجہ سے کسی امیر کو ناپسند کرتا ہے تو اسے یہ حق نہیں ہے کہ وہ جماعت
 سے نکل جائے بلکہ اسے صبر کا حکم دیا گیا ہے تاکہ جماعت کا نظم برقرار رہے۔
 اور وہ فتنہ کا شکار نہ ہو بلکہ نظم جماعت کو اس قدر اہمیت دی گئی ہے

کہ امیر کے ظلم و جبر اور فسق و فجور کو برداشت کرنے اور اس پر صبر کرنے کی تلقین کی گئی جماعت اور اطاعت امیر سے نکلنے کی اجازت نہیں جب تک کہ وہ نماز پڑھتا ہے یا امیر سے کھلا کفر ظاہر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ذیل کی احادیث سے ظاہر ہے

عن عوف بن مالک الاشجعی عن رسول الله قال خياركم ائمتكم الذين تحبونهم ويحبونكم وتصلون عليهم و يصلون عليكم وشرار ائمتكم الذين تبغضونهم ويبغضونكم وتلعنونهم وتلعنونكم قال قلنا يا رسول الله افلا نناذبهم عهد ذالک قال لا ما اقاموا فيکم الصلوة الامن ولی علیہ وال فرا یاتی شیئا من معصیة فلیکره ما یاتی من معصیة الله ولا ینزع عن یدامن طاعته (مسلم شریف کتاب الامارۃ)

ترجمہ: حضرت عوف بن مالک الاشجعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے بہترین امام وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں۔ تم انکے کیلئے دعا کرو اور وہ تمہارے لیے دعا کریں تمہارے بدترین امام وہ ہیں کہ تم ان سے بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں۔ تم ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔

حضرت عوف بن مالک فرماتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اس حال میں ان کا عہد نہ پھینک دوں۔ فرمایا یہ نہیں واجب تک وہ تم میں نماز ادا

کرتے ہیں۔ خبردار کسی شخص پر کوئی حاکم مقرر کیا جائے۔ وہ امیر یا حاکم کی طرف سے ایسا کام دیکھتا ہے جو اللہ کی نافرمانی والا ہے پس اسے (مامور کو) چاہیے وہ اس گناہ کے کام کو بُرا جانے اور اطاعت و فرماں برداری سے ہاتھ نہ کھینچے۔

عن حذیفۃ انه قال یكون بعدی ائمة لا یهتدون بهدی ولا یستنون بسنتی و سیقوم فہم رجال قلوبہم الشیاطین فی جثمان انس قال حذیفہ قلت کیف اصنع یا رسول اللہ ان ادرکت ذالک قال تسع و تطیع الامیر و ان ضرب ظہرک و اخذ ما لک فاسمع و اطع۔

ترجمہ :- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے بعد ایسے لوگ امام ہوں گے کہ وہ میری سیدھی راہ پر نہ چلیں گے اور نہ میری سنت پر چلیں گے اور عنقریب ان میں ایسے لوگ حاکم ہوں گے کہ ان کے دل شیاطین کے دل ہوں گے جو انسانوں کے وجود میں ہوں گے۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا اے اللہ کے رسول اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو کیا کروں؟ فرمایا۔ اپنے امیر کی بات سننا اور اطاعت کرنا۔ اگرچہ تیری کمر پر دڑے مارے جائیں یا تیرا مال چھین لیا جائے پس امیر کی بات سن اور اطاعت کر۔ (مسلم شریف مشکوٰۃ، کتاب الفتن)

مذکورہ بالا فرامین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اسلام نظم جماعت کو کس قدر اہمیت دیتا ہے کہ اگر ایک نا اہل شخص منصب امامت پر فائز ہو گیا ہے تو اب جماعت میں انتشار اور تفرقہ ڈالنے اور اکھاڑ پچھاڑ کرنے کی بجائے اسے برداشت کیا جائے گا اور اس کے لیے ما اقام الصلوٰۃ کی آخری حد مقرر کر دی ہے۔ اسی طرح جب ایک شخص کے امامت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد اگر کوئی دوسرا شخص خلافت کا دعوے دار اٹھتا ہے تو اسلام اس سے کسی رعایت کی اجازت نہیں دیتا۔ ملاحظہ ہو۔

امارت کا دوسرا طلب گار

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ اذا یوبع لخلیفتین فاقتلو

الاخر منھما

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب دو خلفاء کی بیعت لی جائے ان میں دو سرے کو قتل کر دیا جائے۔ (مسلم شریف، کتاب الامارۃ)

عن عروجمۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول انہ سیکون ہنات فمن اراد ان یفرق امر ہذہ الامتہ وہی جمیع فاضربوہ بالسیف کأئمان من کالہ۔

ترجمہ: حضرت عروجمۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب شر و فساد ہوں گے۔ پس جو شخص امت میں امر خلافت میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کرے اس حال میں کہ امت ایک امیر پر متفق ہو، پس اس میں انتشار ڈالنے والے کو تہ تیغ کر دو خواہ کوئی بھی ہو۔
(مسلم شریف)

وعن عرفجہ قال سمعت رسول اللہ یقول من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یدید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوه۔
ترجمہ :- حضرت عرفجہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب امر خلافت ایک شخص پر جمع ہو اور پھر تمہارے پاس کوئی شخص آئے اور وہ تمہارے اتحاد کی لالچی کو جماعت میں تفرقہ ڈالے تو اسے قتل کر ڈالو۔ (مسلم شریف)

مذکورہ تینوں احادیث سے یہ بات واضح ہے کہ اسلام جماعت اور نظم جماعت میں شکاف ڈالنے کو اور اس کے مرتکب فرد کو کسی طور بھی پسند نہیں فرماتا ہے اور نہ اُس سے کسی رو رعایت کا قابل ہے بلکہ ایسا کرنے والا واجب القتل ہے۔ اسلام شر و فساد کی جڑ کو ختم کرتا ہے۔ ایک فرد کے قتل کو آسان تصور کیا گیا۔ قبل اس کے کہ دوسرے خلافت کا مدعی ایک قوت اور طاقت بنے اور پھر ہزاروں افراد کے قتل کا باعث ہو۔

مذکورہ بالا گفتگو سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آگئی کہ جملہ مسلمانوں کے لیے اجتماعی زندگی بسر کرنا کس قدر لازمی ہے۔ میں اپنے رب کے حضور

دعا گو ہوں کہ وہ اس مسئلے پر دیگر مسلمانوں کی شرح صدر فرمادے۔ اور جن لوگوں کا اس مسئلے پر شرح صدر ہو چکا ہے انہیں عرصہ دراز سے مسئلہ امارت شریعہ کی داعی و عامل جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بخشے۔ محض کرسی یا جلیب زر کی خاطر نئی جماعتیں بنا کر امت میں تفرقہ ڈالنے سے بچائے اور اگر کوئی فریق ایسا کر چکا ہے تو اسے حق قبول کر کے اپنے غلط موقف سے رجوع کی توفیق بخشے۔ آمین!

طریق تقرر امام و خلیفہ

اپنے گزشتہ مضمون مسئلہ خلافت میں کسی قدر اختصار کے ساتھ یہ بات واضح کی تھی کہ اسلام اہل ایمان کو اجتماعی زندگی بسر کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور انہیں ایک امیر کی ماتحتی میں ایک جماعت بن کر رہنے کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ اس گفتگو میں امام و امیر کے تقرر پر اصولی بات چیت کی جائے گی۔ کیونکہ میرے فاضل دوست اور نہ معلوم ان جیسے اور کتنے احباب کو یہ بات کھٹکتی ہو کہ جماعت غریباہل حدیث میں باپ کے بعد اسی خاندان سے بیٹا کیوں امیر بنایا گیا۔ یا ان کی غلط فہمی کے مطابق نامزد کیوں کیا گیا، چنانچہ اس مسئلہ کو ترتیب وار درج ذیل شقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ اسلام میں امام و امیر کے تقرر کا طریق کیا ہے۔

۲۔ اسلام میں نامزدگی جائز ہے یا نہیں۔

۳۔ اسلام میں باپ کے بعد بیٹا خلافت و امارت پر آسکتا ہے یا نہیں۔

۴۔ اسلام میں باپ کے بعد بیٹا اپنی ہی زندگی میں نامزد کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

ان عقائد امارت: شرعی اصطلاح میں خلیفہ۔ امیر اور امام تینوں ہم معنی اور ایک دوسرے کی مترادف الفاظ ہیں۔ ان سب سے مراد مسلمانوں کی جماعت کا سربراہ ہے۔ خواہ اس کے پاس اقتدار ملکی ہو یا نہ ہو۔ اگر اقتدار ملکی ہو تو سونے پر سنا کہ ہے۔ کہ وہ حدود اللہ کے نفاذ کی قوت بھی رکھتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو۔ مسلمانوں کی تعداد قلیل ہو تو حدیث رسول کے مطابق

لَا يَحِلُّ لثَلَاثٍ الْإِمَارَةُ عَلَيْهِمْ

کہ تین مسلمانوں کے لیے بھی روا نہیں کہ وہ بغیر امیر (شرعی) کے زندگی بسر کریں۔ اور دوسرے فرمان رسول کے مطابق کہ۔

ترجمہ۔ جو شخص اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں (امیر کی) بیعت اطاعت نہ ہوگی وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

میں اپنے فاضل دوست اور ان جیسے دیگر احباب کو مشورہ دوں گا کہ وہ فرمان الہی **ادخلوا فی السلم کلافتکے** تحت اسلام میں پورے پورے داخل ہوں آمین۔ رفع الیدین کرنا سینہ پر ہاتھ باندھنا ہی حدیث سے سنت کے طور پر ثابت نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کے نظام معاشرت کو اپنا کر شرعی جماعت میں شامل ہونا اور امیر کے تحت زندگی گزارنا بھی وجوب کے حکم میں ہے۔ وہ ان احادیث پر بھی عمل کریں۔ اسلام میں خدائی حکم سے امیر و امام کی تقرر کا کوئی تصور نہیں ہے۔ جیسا کہ ہمارے معاشرے میں کچھ لوگوں کا خیال ہے اور پھر وہ حضرت علیؑ سے لے کر امام غائب تک اپنے عقیدہ باطل میں خدائی تقرر کو مانتے ہیں۔ اسی طرح اسلام میں محض خاندان یا رشتہ داری کی بنیاد پر کسی کا امارت پر حق نہیں ثابت ہوتا ہے۔ اور الحمد للہ جماعت غریباہل حدیث کا کوئی امام اس قسم کے کسی پیدائشی حق کی بنیاد پر منصب امارت پر آج تک آیا ہے۔ نہ ہی کسی نے آج تک اس بنیاد پر کبھی کوئی اپنا استحقاق جتلیا ہے۔ اکثر احباب گھربٹھے مفروضے سوچ کر اپنے دل میں جمالیاتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

ہم جب اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اسلام میں امیر و امام کے تقرر کا کوئی ایک متعین طریق نظر نہیں آتا ہے۔ جو اسلام کی حکمت کا مظہر ہے۔ کہ اگر نصب امام و امیر کا کوئی ایک طریقہ متعین کر دیا جاتا تو ہو سکتا تھا کہ ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی جس میں اس واحد طریق کار کو اپنایا نہ جاسکتا تھا تو پھر امت کے لئے مشکل بن جاتی اس لیے امیر کے تقرر کے معاملہ کو امت کی صوابدید پر چھوڑ دیا تاکہ وہ مواقع کی مناسبت سے جس طرح چاہے اقدام کرے۔ چنانچہ ہم خلافت راشدہ کے ادوار کو دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں خلفاء کے تقرر کے طریق کار ایک دوسرے سے مختلف نظر آئے ہیں۔ تاہم ان میں بھی میرے فاضل

دوست کا اشکال دور ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔ اگر وہ ضد اور تعصب کو چھوڑ کر سوچیں۔

خلافت اول: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال بروز جمعہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو دوپہر کے وقت ہوا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کو کچھ بہتر محسوس کرتے ہوئے اپنے مکان پر تشریف لے گئے جو کہ نواح مدینہ میں مقام رخ میں واقع تھا۔ جب انہیں اطلاع ہوئی تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر واپس آئے۔

بخاری شریف کی زبانی ملاحظہ ہو۔

”حضرت ابو سلمہؓ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد) حضرت ابو بکر اپنے گھوڑے پر مقام رخ سے آئے۔ یہاں تک کہ گھوڑے سے اترے اور مسجد میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے لوگوں سے کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قصہ کیا۔ آپ کو اس وقت حیرہ سے آئی ہوئی چادر اوڑھادی گئی تھی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کے چہرے سے چادر ہٹائی۔ آپؐ پر جھکے اور آپؐ کے چہرے کو بوسہ دیا۔ پھر روپیے اور فرمایا اے اللہ کے نبیؐ آپؐ پر میرے ماں باپ قربان۔ اللہ آپؐ پر دو موتیں جمع نہ کرے گا۔ وہ موت جو آپؐ کے لیے لکھی جا چکی تھیں۔ وہ تو آچکی ہے۔ ابو سلمہؓ کا بیان ہے۔ کہ مجھے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ (حجرے سے) باہر نکلے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا بیٹھ جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پھر کہا بیٹھ جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تشہد پڑھا۔ لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔ ابو بکر رضی اللہ

عنه نے کہا۔ اما بعد۔ تم میں سے جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا۔ تو بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو موت آچکی ہے۔ اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے۔ تو جان لے بے شک اللہ زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی۔ اور قرآن کی یہ آیت پڑھی و ما محمد الا رسولہ..... شاہدین ○ تک پڑھی۔

(بخاری شریف۔ پ ۵ کتاب الجنائز۔ باب الدخول علی المیت)

ابھی اس معاملہ سے حضرت ابو بکر فارغ ہی ہوئے تھے کہ کسی نے مسجد نبوی کے باہر حضرت عمرو ابو بکر کو آواز دے کر سقیفہ بنو ساعدہ میں انصار کے جمع ہونے اور امر خلافت پر گفتگو کرنے کے بارے میں اطلاع دی۔

”حضرت عمر کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خانہ مبارک میں بیٹھے تھے کہ اچانک دیوار کے دوسری طرف سے کسی نے آواز دی۔ اے ابن الخطاب ذرا باہر آؤ۔ میں نے کہا چلو ہٹو۔ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بندوبست میں مشغول ہیں۔ اس نے کہا کہ ایک نئی چیز پیش آئی ہے۔ یعنی انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں اکٹھے ہوئے ہیں پس جلد ان کے پاس پہنچو۔ ایسا نہ ہو کہ انصار کچھ ایسی باتیں کر لیں جس سے لڑائی چھڑ جائے۔ میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا ابو بکر چلو۔

(فتح الباری جلد ۷ ص ۲۳ بحوالہ الفاروق شبلی نعمانی)

چنانچہ ابو بکر و عمر حضرت عثمان اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم اور ان کے ساتھ ایک اور صحابی سقیفہ میں پہنچے اور اس معاملہ میں ان سے گفتگو کی۔ آخر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ میں سے کسی ایک کے ہاتھ بیعت کر لیں۔ اس پر انصار کی طرف سے دو امیرؓ کی تجویز آئی اس پر شور بلند ہوا۔ مجھے اختلاف کا اندیشہ ہوا۔ چنانچہ میں نے (حضرت عمرؓ) حضرت ابو بکرؓ سے کہا آپ ہاتھ بدھائیے۔ چنانچہ انہوں نے ہاتھ بدھایا۔ اور میں نے بیعت کر لی۔ اس کے بعد مہاجرین (جو کہ اس اجتماع میں معدودے چند تھے)

نے اور پھر انصار نے بیعت کر لی۔

اس طرح پہل خلافت کا انعقاد عمل میں آیا۔ اگلے دن مسجد نبوی میں پھر اجتماع عام ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو پھر پیش کش کی کہ میں خلافت سے دستبردار ہوتا ہوں۔ آپ کسی اور بہتر شخص کو امیر چن لیں۔ مگر کسی نے بھی اس پیش کش کو قبول نہ کیا۔ اس طرح پہلی خلافت کا قیام عمل میں آیا۔

انعقاد خلافت ثانی: جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب آیا۔ تو آپ نے چیدہ چیدہ صحابہ کرام سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں رائے طلب کی۔ اکثر نے مزاج کی سختی کا ذکر۔ مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے کو مقدم رکھا۔ اور حضرت عمر کو اپنے بعد امیر و خلیفہ نامزد کر دیا۔ ملاحظہ ہو۔

و انی قد استخلفت علیکم عمر ابن الخطاب فاسمعوا و اطیعوا۔ فقلوا
سمعنا و اطعنا۔ ترجمہ۔ اور میں نے تم پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو۔ پس انہوں نے (صحابہ نے) عرض کیا۔ ہم نے آپ کی بات کو سنا اور تسلیم کیا۔
(تاریخ طبری۔ جلد ۷ ص ۷۱)

لما قتل ابوبکر اشرف الناس من کرة فقال **اللَّهُمَّ اِنِّیْ قَدْ مَهَلْتُ عَهْدًا
اَللّٰهُ ضَمِنَ بِهٖ قَتْلَ النَّاسِ قَدْ رَضِیْنَا بِاِخْلِیْفَتِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ عَلِیٌّ لَا تُرْضِیْ اِلَّا اَنْ
یَّکُوْنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ**

ترجمہ۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مرض شدت اختیار کر گیا۔ تو آپ کھڑکی میں سے لوگوں کے سامنے آئے اور فرمایا اے لوگو۔ میں نے ایک عہد لیا ہے کیا تم اس سے راضی ہو۔ پس لوگوں نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ بے شک ہم راضی ہیں۔ پس حضرت علیؑ نے کہا۔ ہم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت

کے سوا کسی اور بات پر راضی نہ ہوں گے۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۴ ص ۷۷)

اختصار کے ساتھ ہم نے صرف دو حوالوں پر اکتفا کیا ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے اور جس پر صحابہ کا اجماع ہوا۔ کہ امیر و امام اور خلیفہ اپنی زندگی میں قبل از وفات اپنے بعد دو سرے شخص کو امام و امیر نامزد کر سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔

ہمارے وہ کرم فرما جو دور بیٹھے اس بات پر خفا ہیں کہ جماعت غریاء اہل حدیث پاکستان میں امارت کے لیے اپنے ہی خاندان کے فرد کو نامزد کیا جاتا ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ نامزدگی خلاف اسلام نہیں ہے۔ اگر جماعت غریاء اہل حدیث میں نامزدگی ہو تو وہ خلاف اسلام نہیں ہے۔ ویسے ہمارے یہ کرم فرما نوٹ فرمائیں۔ کہ آج تک جماعت غریاء اہل حدیث میں کسی امام و امیر نے اپنی زندگی میں کسی کو نامزد نہیں کیا ہے۔ بلکہ وہ امارت کے مسئلہ کو ابھی تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے یونہی بغیر نامزدگی کے ہی چھوڑ کر اس دار فانی سے کوچ فرماتے رہے ہیں۔ علم کے بغیر بدگمانی کرنا ظن المومنین نہیں۔ کے فرمان رسولؐ کے بھی خلاف ہے۔

خلافت ثالثہ: جب امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابولہو فیروز مجوسی کافر کے ہاتھوں زخمی ہو گئے اور ان کی بچنے کی کوئی امید نہ رہی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین اپنے بعد ہمیں کسی امیر و امام کے بارے میں وصیت کر جائیں۔ کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں۔ ملاحظہ ہو۔

فَقَالُوا اَوْصِ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ۔ اسْتَخْلَفَ۔ قَالَ مَا جَدَا حَقٌّ بِهَذَا لِمَنْ مِنْ هَؤُلَاءِ النَّفَرِ اَوْ الرَّحْمَةِ النَّفَرِ تُوْفِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ۔ لَمْ يَسْمَعْ عَلِيٌّ وَهَشَامٌ وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَسَعْدٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ۔

ترجمہ لوگوں نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین کسی کے لیے وصیت کر جائیں۔ خلیفہ مقرر کر جائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں ان لوگوں سے زیادہ کسی کو خلافت کا حق دار نہیں پاتا۔ یہ وہ افراد ہیں۔ جن سے حضور بوقت وفات راضی تھے۔ پس انہوں نے حضرت علی۔ حضرت عثمان۔ حضرت زبیر۔ حضرت طلحہ۔ حضرت سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمن (بن عوف) رضی اللہ عنہم کا نام لیا۔

(بخاری شریف پارہ نمبر ۱۳ باب تہۃ البیت والافتاق علی عثمان)

اس حوالہ سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اصحاب رسول پہلے خلیفہ کی حین حیات دوسرے بعد میں آنے والے امام کے لیے وصیت یا اس کی نامزدگی کو جائز اور روا سمجھتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب نامزدگی کے لیے کہا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں نامزد کروں تو سنت ہے اور اگر میں نامزد نہ کروں تو بھی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو موت سے ہمکنار کیا۔ تو انہیں نے نامزدگی نہیں فرمائی اور اللہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو موت سے ہمکنار کیا تو انہوں نے نامزدگی فرمائی۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں میں نے سمجھ لیا کہ حضرت عمرؓ حضورؐ کی سنت سے نہیں ہٹیں گے۔

(طبقات ابن سعد۔ جلد نمبر ۳ ص ۳۴۲۔)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے مطالبہ پر یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر آج ابو عبیدہ بن الجراح زندہ ہوتے تو میں انہیں نامزد کر کہ حضور نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ **امین هذه الامت** کہ وہ امت کے امین ہیں۔ اور اگر خالد بن ولید زندہ ہوتے تو میں انہیں نامزد کر کہ حضور نے فرمایا تھا خالد سیف من سیوف اللہ کہ خالد بن ولید اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔

صحابہ کرام میں بعض نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ آپ

بن عمر رضی اللہ عنہ کو نامزد کر جائیں۔ جس پر آپ نے فرمایا کہ میں عبد اللہ کو نامزد کیسے کر جاؤں اسے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ اپنی بیوی کو طلاق کیسے دی جاتی ہے۔ واضح رہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی تھی جو کہ درست نہ تھا۔ اس کی طرف اشارہ فرمایا۔

لاحظہ ہو۔

”اس وقت سب سے اہم مسئلہ آپ کے جانشینی کا تھا۔ اس میں مختلف قسم کی پیچیدگیاں پیدا ہو چکی تھیں۔ اس لیے آپ کی وفات سے پہلے صحابہ کرام نے آپ سے جانشین نامزد کرنے کی درخواست کی۔ آپ کے لیے یہ مسئلہ ہمیشہ سب سے اہم تھا۔ اور اکثر آپ زندگی میں اس پر غور کیا کرتے تھے۔ لیکن کسی پر نظر نہ جمتی تھی۔ اپنے معیار سے سب میں کچھ نہ کچھ کی پاتے تھے۔ بعض لوگوں نے آپ کے صاحبزادے عبد اللہ کا نام پیش کیا۔ فرمایا جس کو بیوی کو طلاق دینے کا سلیقہ نہیں وہ خلافت کا بار کیسے اٹھا سکتا ہے۔“

(تاریخ اسلام شاہ معین الدین ص ۱۹۰ جلد اول۔ بحوالہ یعقوبی جلد نمبر ۲ ص ۱۵۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صحابہ کا یہ درخواست کرنا کہ وہ بیٹے عبد اللہ کو خلافت کے لیے نامزد کر جائیں۔ اس امر کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ باپ کے بعد بیٹے کی نامزدگی کو خلاف اسلام نہیں سمجھتے تھے۔ ورنہ وہ ایسا مشورہ نہ دے سکتے تھے۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے اس مشورہ کو اس وجہ سے نہیں مانا کہ وہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ میں انتظامی امور اور امر خلافت کی بھانے کی صلاحیت نہ پاتے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں حضرت عبد اللہ انتہائی متقی اور شیخ صحابہ تھے۔ اگر باپ کے بعد بیٹے کے خلافت و امارت پر آجانے سے خلافت و امارت موروٹی بن جاتی اور خلاف اسلام ہو جاتی تو حضرت عمرؓ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین کو صاف فرما دیتے کہ باپ کے بعد

خلافت و امارت پر بیٹے کا آجانا درست اور اسلام کی تعلیم کے مطابق نہیں ہے۔
میں اس پر عمل نہیں کر سکتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نامزد کردہ چھ افراد کی کمیٹی میں سے آخر کار
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت ہو گئی۔

خلافت چہارم: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کے بعد غیر
معمولی حالات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انعقاد عمل میں آیا۔ اور
اہل مدینہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ملاحظہ ہو۔

فر جمعوا الی علی فالحوا علیہ واخذوا بیدہ فبايعته وبايعه الناس۔
واهل الكوفة يقولون اول من بايعه الاشرع نفعی۔

ترجمہ: پس وہ حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے اور ان پر بیعت کے لیے
اصرار کیا۔ اور اشرع نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا۔ اور بیعت کر لی۔ اور اہل کوفہ
کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اشرع نفعی نے بیعت کی (البدایہ النہایہ جلد ۷ ص ۲۲۷)
البتہ اہل مدینہ کی ایک بڑی تعداد نے حضرت علی کی بیعت سے توقف کیا
اس کے باوجود حضرت علیؑ کو جملہ اہل سنت خلیفہ راشد ہی مانتے ہیں۔ وہ کون سی
خاص بات ہے کہ جس کی وجہ سے اتنی بھاری اکثریت کی بیعت نہ کرنے کے
باوصف وہ آئینی خلیفہ راشد ہی ٹھہرے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے
آپ کی اس حیثیت کو کبھی چیلنج نہیں کیا۔

قارئین کرام وہ خاص بات یہ ہے کہ حضرت علیؑ کی بیعت خلافت
دار الحکومت مدینہ میں ہوئی تھی۔ اگرچہ مکمل طور پر تمام اہل مدینہ نے نہیں کی
تھی۔ مگر چونکہ خلافت صدیقیؑ سے لے کر اس وقت تک انتخاب امارت کا حق
دار الحکومت میں موجود اہل حل و عقد کو حاصل تھا۔ اس لیے جس کی بیعت
خلافت مدینہ ہو گئی۔ پھر دوسرے علاقوں اور صوبہ جات سے اس معاملہ میں کوئی
مشورہ یا رائے نہیں لی گئی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مدینہ میں بیعت خلافت ہو جانے کے بعد دوسرے صوبہ جات کے والیوں کو محض اطلاع کر دی گئی کہ آپ کی خلافت کا انعقاد عمل میں آچکا ہے۔ لہذا آپ لوگوں سے ان کے لیے بیعت اطاعت لے لیں۔ اسی طرح پھر حضرت عمرؓ کی نامزدگی کے بعد اور مدینہ میں ان کی بیعت اطاعت کے بعد باہر کے صوبہ جات کو اطلاع کر دی گئی۔ اور وہاں کے والیوں نے لوگوں سے نئے امیر المومنین کے لیے بیعت اطاعت لے لی۔ اسی طرح حضرت عثمان کی بیعت خلافت مدینہ میں ہوئی۔ اور اہل مدینہ کے بیعت کر لینے کے بعد بائیس لاکھ مربع میل کے علاقہ میں پھیلی ہوئی اسلامی ریاست کے تمام صوبوں کے والیوں نے حضرت عثمان کے لیے بیعت لی۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں اپنی بیعت خلافت ہو جانے کے بعد بطور اطلاع اور برائے حصول بیعت اطاعت جو خطوط لکھے۔ اس میں اپنے آئینی خلیفہ ہونے کے لیے جو دلیل دی وہ یہی اہل مدینہ کی بیعت ہی تھی۔ اگرچہ وہ نامکمل تھی۔

اس گفتگو سے ہمارے وہ احباب یہ نقطہ نوٹ فرمائیں کہ انتخاب امارت میں دارالحکومت کے اہل حل و عقد کو ہی یہ استحقاق حاصل رہا۔ کہ وہ امیر کا انتخاب کریں۔ طریقہ انعقاد امارت اگرچہ مختلف ہوتا رہا۔ لیکن ہر انتخاب جو کہ مدینہ میں ہوا وہی پوری ملت اسلامیہ میں مانا گیا۔

اسی طرح جماعت غریاء الہندیسٹ کا مرکز پہلے دہلی میں اور اب قیام پاکستان کے بعد کراچی منتقل ہو گیا۔ اس طرح انتخاب امارت کا حق جماعت غریاء اہل حدیث کے دارالامارت کراچی کے اہل حل و عقد کو حاصل ہو گیا۔ چنانچہ پہلے دہلی اور اب کراچی میں جس شخصیت پر اہل حل و عقد کا جماعت غریاء اہل حدیث کی امارت کے لیے اجماع ہو گیا۔ اس کا اعلان ہو گیا اور پورے ملک میں اسے تسلیم کیا گیا اور اسی شرعی طریقہ کو اپنا کر اب تک جماعت الحمد للہ افتراق و انتشار سے محفوظ ہے اور اللہ اسے مستقبل میں بھی حاسدوں اور ریشہ دوانیوں سے

محفوظ رکھے آمین۔

اپنے کرم فرما ڈاکٹر صاحب اور ان جیسے دوسرے شکوک و شبہات میں جھلا لوگوں کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ حضرت الامام عبدالستار صاحب محدث دہلوی اور حضرت الامام عبدالغفار صاحب مرحوم رحمۃ اللہ کے انتقال پر ملال پر جب اگلی خلافت کا انعقاد عمل میں آیا۔ تو اس وقت نہ صرف کراچی کے بلکہ صوبہ سندھ اور پنجاب کے بھی کافی جماعتی احباب و امراء جماعت کراچی پہنچے ہوئے تھے۔ ان سب نے متفقہ طور پر پہلے حضرت الامام عبدالغفار صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور پھر موجودہ امام مولانا عبدالرحمن سلفی صاحب متعنا اللہ بطول حیاتہ کو بعد مشکل امارت کا بوجھ اٹھانے کے لئے آمادہ کیا۔ اول الذکر مرحوم تو یہ دیکھ کر کہ امارت کا قرعہ ان کے نام ہی نکل رہا ہے۔ اجلاس سے اٹھ کر بڑی تیزی سے جانے لگے تھے کہ لوگوں نے پکڑ لیا۔

اسی طرح موجودہ امام جماعت کی بیعت کے موقع پر راقم بھی کراچی میں موجود تھا۔ اس وقت مرحوم قاری عبدالحکم صاحب۔ محترم چچا مولانا عبدالقہار صاحب محترم مولانا محمد سلیمان جو ناگڑھی صاحب کا نام بھی ساتھ ساتھ چلتے ہوئے۔ ان سب نے شدید انکار کیا۔ حضرت سلفی صاحب نے انکار کیا اور جب یہ گفتگو تین گھنٹوں پر پھیل گئی تو پھر ہم سب جن میں اکثریت باہر کے لوگوں کی تھی ایک دم اٹھے اور حضرت مولانا عبدالرحمن سلفی کا ہاتھ تھام لیا۔ کہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت اطاعت کرتے ہیں۔ وہ برابر انکار کرتے رہے اور رو رہے تھے کہ مجھے رہنے دیں میں کمزور آدمی ہوں کسی اور کو امیر بنالیں۔ مگر اب قوم نے آپ کو دائیں بائیں نہ ہونے دیا بالآخر انہیں بچ لینا پڑی۔ اس طرح سے بیعت امارت ہوئی۔ کچھ لوگ گھربٹھے قیافہ لگا لیتے ہیں کہ چونکہ مرحوم حضرت الامام عبدالغفار سلفی کے بعد اب مولانا حافظ عبدالرحمن سلفی کے ساتھ پر بیعت ہو گئی ہے۔ لہذا یہ وارثت میں ہوگی جو منتقل ہو گئی ہے انہیں اللہ سے ڈرنا چاہئے اور بدگمانی سے

پہنچا جائیے۔

ایک اور بات کی وضاحت ضروری ہے میں یہ نہیں کہتا کہ پاکستان میں حضرت الامام عبدالرحمن سلفی سے بڑا عالم اور متقی کوئی نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ بہت سے اہل حدیث عالم ان سے زیادہ صاحب علم و تقویٰ ہوں۔ مگر جب تک وہ مسئلہ امارت شرعیہ تسلیم کر کے جماعت غریباہل حدیث میں شامل نہیں ہوتے ہیں نہ انہیں زیر غور لایا جاسکتا ہے اور نہ ہی وہ مشاورت میں شامل کئے جاسکتے ہیں۔

خلافت پنجم: حضرت علیؑ کو ابن مہکم خارجی نے کوفہ کی جامع مسجد میں خنجر مار کر زخمی کر دیا۔ جب آپ کے بچنے کی امید نہ رہی تو حضرت علیؑ کے ساتھیوں نے عرض کیا۔

فقال جندب بن عبد اللہ یا امیر المومنین ان مت انبایع۔ الحسن فقال لا امر کم و انھا کم۔ انتم ابصر۔ ترجمہ: حضرت جندب بن عبد اللہ نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین اگر آپ فوت ہو جائیں تو ہم حضرت حسنؑ سے بیعت کر لیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ میں نہ تمہیں اس بات کا حکم دیتا ہوں اور نہ ہی اس سے منع کرتا ہوں تم (حالات کو) تو بہتر جانتے ہو۔ (البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۷ ص ۳۲۸)

و ذکر جندب بن عبد اللہ دخل علی علی فساله فقال یا امیر المومنین ان فقد ناک ولا تفقدک فنبایع الحسن۔ فقال لا امر کم و انھا کم۔ ترجمہ: اور بیان کیا گیا کہ جندب بن عبد اللہ حضرت علیؑ کے پاس آئے اور کہا۔ اے امیر المومنین اگر ہم آپ کو کھو دیں تو کیا ہم حضرت حسنؑ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ تو آپ نے فرمایا میں نہ اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ ہی اس سے روکتا ہوں۔

(طبری جلد ۶ ص ۸۵) اے آپ فوت ہو جائیں۔

طوالت کے خوف سے مزید حوالہ جات ترک کئے جاتے ہیں ان حوالہ جات سے یہ بات شیطان علی کے بارے میں بھی واضح ہو گئی کہ وہ باپ کے بعد بیٹے کے خلافت پر آنے کے قائل تھے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت علیؑ سے اسی وجہ سے حضرت حسنؑ کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت علیؑ کے جواب نے مسئلہ بالکل واضح کر دیا کہ آپ بھی باپ کے بعد بیٹے کے خلافت پر آنے کو جائز جانتے تھے۔ ورنہ فرمادیتے کہ باپ کے بعد بیٹے کے خلافت پر آنے سے خلافت وراثت میں بدل جائے گی۔ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ ایسا نہ کرو۔ بلکہ آپ نے یہ فرما کر کہ میں نہ اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ تمہیں روکتا ہوں۔ تم معاملات کو زیادہ بہتر جانتے ہو۔ اس معاملہ کو کوفہ کے اہل حل و عقد پر چھوڑ دی کہ اگر تم ان میں خلافت کا بار اٹھانے کی صلاحیت سمجھتے ہو تو بتاؤ اور نہیں سمجھتے تو نہ بتاؤ۔ چنانچہ حضرت حسنؑ کا انتخاب ہوا۔ اب چونکہ دارالحکومت حضرت علیؑ کے زمانے میں مدینہ سے بدل کر کوفہ جا چکا تھا۔ اب اہل مدینہ کو کسی نے بھی نہ پوچھا۔ اور اہل کوفہ کی بیعت ہی حضرت حسنؑ کی خلافت کے لئے کافی تصور کی گئی۔ حالانکہ پوری اسلامی مملکت میں کوفہ (جو کہ حضرت علیؑ کے زیر کنٹرول علاقہ تھا) کی حیثیت ایک سمندر میں چھوٹے سے جزیرے کی تھی۔ مگر وہ چونکہ حضرت علیؑ کا دار الخلافہ تھا اور وہ امیر المومنین تھے۔ اس لئے کوفیوں کی بیعت اطاعت کی بنا پر حضرت حسنؑ کی خلافت کبھی زیر بحث نہیں آئی۔ اسے جائز اور آئینی ہی تصور کیا گیا۔

باپ کے بعد بیٹے کی نامزدگی: اگرچہ باپ کے بعد بیٹے کا خلافت و امارت پر فائز ہونا اور باپ کا نامزد کرنا۔ اب تک کی گفتگو سے واضح ہو کر سامنے آ گیا۔ صحابہ نے امارت پر فائز باپ کو اپنے بعد بیٹے کو خلافت کے لئے نامزد کرنے کو کہا۔ اور خود بھی اجازت طلب کی۔

اب تک کی گفتگو سے یہ بات کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ اسلام میں خلافت کے

لئے نامزدگی کا مسئلہ حضرت ابو بکرؓ کے سید عمر فاروقؓ کو خلیفہ نامزد کرنے کے ساتھ ہی اصحاب رسول کا اجماعی مسئلہ قرار پایا۔ پھر حضرت عمر فاروقؓ سے اصحاب رسول کا خلیفہ کے لئے نامزدگی کی فرمائش کرنا۔ اور حضرت عبداللہ کو بطور امیر و خلیفہ نامزد کرنے کی فرمائش کرنے سے باپ کے بعد بیٹے کا خلافت پر آنا بھی صحابہ کا اجماعی مسئلہ ٹھہرا۔ حضرت علیؓ سے شیعہ حضرات کا خلافت کے لئے نامزدگی کی فرمائش کرنا۔ اور حضرت حسنؓ کے لئے بیعت اطاعت کے لئے اجازت طلب کرنا بھی اس مسئلہ کو شیعہ و اہل سنت دونوں کا اجماعی مسئلہ ظاہر کرتا ہے حضرت علیؓ کا اس سے اپنے اصحاب کو نہ روکنا بلکہ معاملہ کے اُن کے سپرد کرنا بھی اس بات پر دال ہے کہ آپ اپنے بعد بیٹے کے خلافت پر آنے کو خلاف اسلام نہ تصور کرتے تھے اور پھر ہمارے شیعہ دوستوں کی کتابوں سے حضرت علیؓ کا اپنے بعد حضرت حسنؓ کو نامزد کرنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ باپ کے بعد بیٹے کی نامزدگی جائز اور درست ہے۔ مزید ہمارے شیعہ دوستوں کے مطابق ان کے بارہ امام ان کے بعزل مامور من اللہ ہیں۔ تو پھر یہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ باپ کے بعد بیٹے کو نامزد کر رہا ہے۔

آخر میں میں توقع کرتا ہوں کہ جو اصحاب جماعت غریاء اہل حدیث کی امارت کو موڑتی کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں ان کی یہ غلط فہمی دور ہو جائے گی اور انہیں اس حقیقت کا علم ہوگا۔ کہ اسلام میں نامزدگی اور باپ کے بعد بیٹے کا خلافت پر آنا کوئی قابل مذمت عمل نہیں ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آج تک جماعت غریاء اہل حدیث کی کسی بھی مرحوم امیر نے اپنے بعد خلافت و امارت کے لئے اپنے کسی بیٹے یا بھائی کے لئے وصیت نہیں کی ہے۔ یہ مسئلہ جماعت کی شور ملی اور مرکزی ارباب حل و عقد کے مطابق اتفاق رائے سے اب تک طے ہوتا رہا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔

مسئلہ بیعت

معزز قارئین! ————— السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولوی سیف الدین خاں صاحب جید رآبادی (دکن) دریا

کرتے ہیں کہ:-

”بیعت بالجہاد مخصوص ہے یا حضرت رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی جہاد کے علاوہ بھی کسی

امر کے متعلق کسی شخص سے بیعت لی ہے؟ اگر لی ہے

تو اس کا ثبوت مطلوب ہے۔

بَيِّنُوا بِالذَّلِيلِ تَوَجَّرُوا عِنْدَ الْجَلِيلِ“

جواب: بیعت بالجهاد مخصوص نہیں۔

بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف احکام شرعیہ کی پابندی پر کئی مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیعت لی ہے۔ اس کے ثبوت میں بکثرت احادیث وارد ہوئی ہیں۔

ہمارے بعض کرم فرما بیعت کو جہاد کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں اور جہاد کے سوا وہ کسی بیعت کے قائل نہیں، حالانکہ بیعت بالجهاد کے علاوہ دیگر بیعت کے کئی انواع ہیں۔ حضرات محدثین اپنی تصنیفات میں تفصیل اور اس کے کئی ابواب منعقد فرما کر حدیثیں لائے ہیں چنانچہ ذیل میں بغور ملاحظہ فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نیک توفیق نافع فہم عطا فرمائے۔ آمین۔

در اصل جہاد کا معنی غلط سمجھ کر جہاد کو مقید بالسیف کیا ہے حالانکہ جہاد کے معنی جہاد بالسیف کے علاوہ بھی آتے ہیں۔ سنئے! حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

أَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ قَالَ كَلِمَةً
بِأَمْرٍ ظَالِمٍ سَيِّئٍ حَقٌّ بَاتَ كَهْنًا أَفْضَلَ
حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ۔

جہاد ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۳۲ کتاب الامارۃ والنفساء فی فصل الثانی)

آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد عالی ہے :-

وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ
فِي طَاعَةِ اللَّهِ

کامل مجاہد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی
اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد
کرتا ہے۔

مشکوٰۃ شریف ص ۱۱ کتاب الایمان فصل ثانی

ایک شخص نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کے لئے
اجازت چاہی۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا کیا تیرے ماں
باپ زندہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے اس سے فرمایا۔

فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ۔ | پس اُن کی خدمت کریں جہاد کرو۔

مشکوٰۃ شریف ص ۱۳ کتاب الجہاد فصل اول

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعثت کے بعد تیرہ برس
تک مکہ مکرمہ میں رہے۔ اس عرصہ میں آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے تلوار کے ساتھ جہاد نہیں کیا۔ حالانکہ آپ کا ارشاد عالی ہے۔

وَالْجِهَادُ مَاضٍ مُدٌّ
بَعَثَنِي اللَّهُ إِلَيْهِ أَنْ يُقَاتِلَ
أَخْرَجَهُ اللَّهُ الْأُمَّةَ الدَّجَالِ

جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مبعوث
فرمایا ہے اسی وقت سے جہاد
جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا۔

کَلَّا يُبْطِلُهُ جَوْرُ رَجَائِرٍ وَلَا
عَدْلُ عَادِلٍ ۝۲۰

کوئی ظالم یا عادل بادشاہ اپنے ظلم
یا عدل سے اس کو بند نہیں کر سکتا

یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام اگر وہ جہاں کو قتل کریں گے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۸ باب البکائر وعلامات اتفاق فصل ثانی)
پروردگار دُعا عالم اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرماتا ہے۔

فَلَا تُطِيعِ الْكَافِرِينَ

پس آپ کافروں کا کہن امت

وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا
کِتَابِ رَہ (پ ۱۹-الفرقان)

مانئے اور اُن کے ساتھ طرہ جہاد
کیجئے۔

پس کتاب و سنت سے بالحقیق معلوم ہوا کہ تلوار کا
جہاد تو مقید بوقت ہے، لیکن جو جہاد ہمیشہ جاری ہے وہ کلمہ حق کا اظہار
اور احکام شرعیہ کی تبلیغ اور خدمت خلق ہے۔ نیز لوگوں سے قرآن وحدث
کے سا کوشش رکھنا قرآن حدیث میں جو اوامر اور نواہی ہیں وہ
لوگوں کو بے دھڑک ہو کر سنانا آیات حجج اور دلائل ان پر قائم کرنا
یہ جہاد کبیر ہے۔ فقط

وَاللّٰهُمَّ اِنِّیْ مِنْ لِّیْسَاءِ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

حضرت جریر بن عبد اللہ
پابندی نماز کے لئے بیعت ارضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

يَا أَيُّهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى
 أَقَامِ الصَّلَاةَ رَاحِمِ بَخَارِي طَبَع جلد اول صفحہ ۶۹
 کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک
 پر نماز کی پابندی کے لئے بیعت کی۔

صحابی موصوف بیان
ادائیگی زکوٰۃ کے لئے بیعت کرتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِيتَاءِ الزَّكَاةِ
 میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک پر زکوٰۃ
 کے ادا کرنے پر بیعت کی۔ (صحیح بخاری طبع مصر جلد اول صفحہ ۱۲۴)
 باب البيعة على إيتاء الزكاة۔

حضرت عبادہ بن صامت
سمع وطاعت پر بیعت
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْيُسْرِ
 وَالْعُسْرِ وَالْمُنْشَطِ وَالْمَكْرُهِ

ہم صحابہؓ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت
 کی کہ ہم اسانی و تنگی خوشی و ناخوشی کی حالت میں بھی آپ کی بات
 سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ (سنن نسائی مجتبیٰ جلد دوم)

صفحہ ۱۷۹۔ باب البیعة علی السمع والطاعة صحیح بخاری
 مصری جلد ۲ صفحہ ۱۶۲ باب کیف یبایع الامام الناس
 صحیح مسلم ۱ ص ۱ المطالع جلد دوم صفحہ ۲۱۱ باب وجوب
 طاعة الامراء سنن ابی داؤد جلد ۳ صفحہ ۹۴ باب
 ما جاء فی البیعة جامع ترمذی مجتبیٰ جلد اوّل صفحہ ۱۹
 باب ما جاء فی بیعة النبی سنن ابن ماجہ نظامی صفحہ ۱
 باب البیعة

اہل امر سے عدم منازعت پر بیعت

صحابی
 مذکور کا

بیان ہے یا یغنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا
 تنزع الامراء اہلہ۔

ہم صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک
 پر اس امر کی بیعت کی کہ جو شخص جس کام کا اہل ہوگا ہم اس
 کو اس سے نہیں ہٹائیں گے۔ (نسائی) باب البیعة ان لا
 تنزع الامراء اہلہ صحیح بخاری صحیح مسلم ۲ باب ما جاء۔

صحابی مدوح بیان کرتے ہیں
 ہ قول عدل پر بیعت

یا یغنا رسول اللہ صلی اللہ

عليه وسلم على أن نقول بالعدل أين كنا لا نخاف في الله
لومة لائم-

ہم صحابہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت
کی کہ ہم کسی کی ملامت کی پرواہ کئے بغیر محض خدا تعالیٰ کی خوشنودی
کے لئے ہر جگہ انصاف کے ساتھ بات کریں گے۔ (نسائی صفحہ ۸)
باب البیعة علی القول بالعدل

صحابی موصوف فرماتے ہیں:-
(۴) قول حق پر بیعت | بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عليه وسلم على أن نقول بالحق حيث كنا-
ہم صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک
پر اس امر کی بیعت کی کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں گے حق بات
کہیں گے۔ (نسائی باب البیعة علی القول بالحق صحیح بخاری
مسلم وابن ماجہ)

صحابی فوق الذکر فرماتے ہیں:-
(۵) ایشار پر بیعت | بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عليه وسلم على أن نرشه علينا-
ہم صحابہؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک

پر اس بات کی بیعت کی کہ ہم کسی شخص کو کسی امر میں فوقیت دی جائے گی تو صبر کریں گے۔ (سنن نسائی باب البیعة علی الاثرة سنن ابن ماجہ و صحیح مسلم)

(۸) **خیر خواہی پر بیعت** | حضرت جبریر بن عبد اللہ فرماتے ہیں۔ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتَصَحُّمِ بِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔ (نسائی شریف باب البیعة علی التصحک مسلم صحیح بخاری)

(۹) **عدم فرار پر بیعت** | حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں۔ إِنَّمَا بَايَعْنَا عَلَى أَنْ لَا نَفِرَ۔

ہم صحابہ نے آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی کہ ہم دشمن سے مقابلے کے وقت نہیں بھاگیں گے۔ نسائی باب البیعة علی ان لا نفر جامع ترمذی۔

(۱۰) **موت پر بیعت** | یزید بن عبیدرح کہتے ہیں میں نے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تم صحابہ نے حدیبیہ کے روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر کس امر کے بارے میں بیعت کی تو آپ نے فرمایا۔

عَلَى الْمَوْتِ۔ موت پر یعنی شہید ہو جائیں گے لیکن میدان جنگ

چھوڑ کر نہیں بھاگیں گے۔

(۱۱) **جہاد پر بیعت** حضرت یعلیٰ بن امیہ فرماتے ہیں فتح مکہ مکرمہ کے دن میں اپنے والد ماجد کو حضور علیہ السلام کی خدمت میں لایا اور عرض کیا حضور! میرے باپ سے ہجرت پر بیعت لیجئے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔
 اَبَايَعُهُ عَلٰى الْجِهَادِ وَقَدْ اِنْقَطَعَتِ الْهَجْرَةُ۔
 (نسائی شریف باب البيعة على الجهاد)

(۱۲) **ہجرت پر بیعت** ہیں۔ آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا۔ اَبَايَعُكَ عَلٰى الْهَجْرَةِ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت علیٰ ہجرت کرتا ہوں۔

(۱۳) **خوشی اور ناخوشی پر بیعت** حضرت جریر بن عبد اللہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

اَبَايَعُكَ عَلٰى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِيْمَا اُحْبَبْتُ وَفِيْمَا كَرِهْتُ۔

میں آپ سے اس امر پر بیعت کرتا ہوں کہ جی چاہے یا نہ چاہے میں ہر حال میں آپ کے ارشاد کو تسلیم کروں گا اور

اس کو علی جامہ پہناؤں گا۔

۱۴) **فراق مشرک پر بیعت** | صحابی موصوف فرماتے ہیں

بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فِرَاقِ
الْمُشْرِكِ۔

میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی کہ
مشرک شخص کے ساتھ کھلا ملا نہیں رہوں گا۔

نسائی شریف باب البیعة علی فراق المشرک۔

۱۵) **عدم نوح پر بیعت** | حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔

أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْعَةَ
عَلَى أَنْ لَا نَمُوتَ۔

ہم صحابیات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر
کی بیعت لی کہ ہم کسی میت پر نوحہ (پین) نہ کریں گے۔

۱۶) **اسلام پر بیعت** | حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں۔
أَنْتَ أَعَزُّ إِلَيَّ يَا نَبِيَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بیشک ایک دیہاتی شخص نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہاتھ مبارک پر اسلام لانے پر بیعت کی۔

صحیح بخاری باب بیعت الاعراب

(۱۶) عدم سوال پر بیعت حضرت عوف بن مالک اشجعی بیان کرتے ہیں۔

كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةً أَوْ ثَمَانِيَةً أَوْ تِسْعَةً فَقَالَ الْأَنْبِيَاءُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَسَطْنَا أَيْدِيَنَا فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَعَلِمَا بَايَعْنَاكَ قَالَ أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَتَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَالْخُمْسَ وَتَسْمِعُوا نَاطِقِيَهُمْ وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا قَالَ فَلَقَدْ سَأَلْتُ بَعْضَ أَوْلِيَاءِ النَّفْسِ يَسْقُطُ سَوْطُهُ فَلَا يَسَالُ أَيَّامًا۔

ہم ۶-۸۔ یا صحابہ نبی علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ نے ہم کو ارشاد فرمایا کیا تم پیغمبر خدا (میرے) ہاتھ پر بیعت نہیں کرتے؟

ہم نے بیعت کرنے کے لئے اپنے ہاتھ بڑھائے ایک شخص نے عرض کیا حضورؐ ہم تو پہلے آپ کی بیعت کر چکے ہیں اب کس بات پر بیعت کریں؟ حضورؐ صلعم نے ارشاد فرمایا۔ اس بات پر بیعت کرو کہ ہمیشہ خدا کی عبادت کرنی ہوگی۔ اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرنا۔ پنج وقتہ نماز کی پابندی کرنی ہوگی امام کی

بات کو تسلیم کرنا اور اس کی اطاعت کرنی ہوگی اور لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرنا ہوگا۔

راوی کہتے ہیں میں نے بعض ان صحابہؓ کو دیکھا ان کا کورا چابک گر جاتا تھا تو سواری سے اتر کر خود اس کو اٹھاتے تھے اور کسی شخص کو پکڑوانے کی تکلیف نہیں دیتے تھے۔

ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۱۱ باب البیعة۔

(۱۸) **استطاعت پر بیعت** | حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔

كُنَّا بَنَاتِیْعُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ فِیْمَا اسْتَطَعْتُمْ۔

ہم صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع و طاعت پر بیعت کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے جس کام میں تم استطاعت رکھتے ہو اس کے سماع اور اطاعت پر بیعت کرو۔

نسائی شریف باب البیعة فیہما تستطیع الانسان۔

(۱۹) **کتاب سنت پر بیعت** | حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عبد الملک بن مروان شاہ شام و مصر وغیرہ کو لکھتے ہیں۔

اِنِّیْ اَقْرَأُ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ الْمَلِكِ اَمِیرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی سُنَّةِ اللّٰهِ وَ سُنَّةِ رَسُوْلِهِ

رسولہ فیما استطعت وان بنی قد اقرأ بمثل ذالک
 میں اور میرے بچے حسب استطاعت اللہ سنت
 رسول اللہ کی پیروی میں امیر المؤمنین عبد الملک کی بیعت کرتے
 ہیں۔ (صحیح بخاری شریف پار ۲۹۸ باب کیف یباع
 الامام الناس)

۲۰۔ اجتناب شرک پر بیعت۔

۲۱۔ بدکاری سے پرہیز پر بیعت۔

۲۲۔ اولاد کے عدم قتل پر بیعت۔

۲۳۔ چوری نہ کرنے پر بیعت۔

تہمت نہ لگانے پر بیعت۔

معروف امام کی نافرمانی سے بچنے پر بیعت۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم صحابہ
نبی علیہ السلام کی ایک مجلس میں حاضر تھے۔ آنحضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے ہم کو ارشاد فرمایا۔

يَا يَحْيَىٰ عَلَىٰ أَنْ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَلَا
تُسْرِقُوا وَلَا تَنَارُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا
بِبَهْتَانٍ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُونَ
فِي مَعْرُوفٍ.

میرے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کرو کہ خدا تعالیٰ
کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرنا ہوگا چوری اور دیکاری
سے بچنا ہوگا۔ اولاد کو قتل نہیں کرنا ہوگا۔ کسی شخص پر
بہتان نہیں باندھنا ہوگا۔ اچھے کاموں میں امام کی نافرمانی نہیں
کرنی ہوگی۔

صحیح بخاری پ ۲۹ بیعة النساء نسائی
شریف جلد نمبر ۲ باب بیعة علی
فراق المشرک دارمی باب فی
بیعة النبی صلی اللہ علیہ وسلم مشکوٰۃ
صفحہ ۱۳ کتاب الایمان الفصل

الاول۔

ہم نے اختصار کے پیشِ نظر بیعت کی ۲۵ قسمیں مع دلائل حدیثیہ ہدیہ ناظرین کی ہیں۔

کتب احادیث میں تتبع کرنے سے اور قسمیں بھی انشاء اللہ ملیں گی۔ مطلب خلاصہ یہ کہ جہاد کے علاوہ دیگر امور شرعیہ کی پابندی پر بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے بیعت لی ہے جیسا کہ آپ حضرات ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

مندرجہ بالا احادیث ملاحظہ کرنے کے بعد ہر مسلمان کو چاہئے کہ مسئلہ بیعت پر عمل کرے اور آج ہی جماعتِ غریباہِ اہل حدیث کے میں شمولیت اختیار کر کے امت میں جماعت کے ہاتھ پر بیعت کرے تاکہ سرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعتِ غریباہِ اہل حدیث ایک صدی

۴۸
سے مسئلہ بیعت پر عمل پیرا ہے
والسلام

جاری کردہ

مرکزی دارالامارت جماعت

غریبا، اہل حدیث رجسٹرڈ

998 محمدی جامع مسجد اہلحدیث،

فون نمبر 7524913

